باب: 71

احمد شاہ ابدالی

(1723-1773 AD)

احمد شاہ، افغانستان کے ابدالی قبیلے پوپل زئی برادری کی ایک شاخ سدوزئی سے تعلق رکھتے تھے۔اس لیے انہیں احمد شاہ ابدالی کہا جاتا ہے۔احمد خان، ملتان میں پیدا ہوئے۔اسی لیے آج بھی ملتان کی ایک سڑک ان کے نام پر ابدالی روڈ کہلاتی ہے۔احمد شاہ کا تعلق مغربی افغانستان کے اُس لسانی گروپ سے تھا جو پشتون کہلاتے تھے۔ان کے خاندان میں صوفی بزرگ بھی گذرے ہیں جن پر یہ لوگ فخر کرتے تھے۔کہا جاتا ہے کہ انہی صوفی بزرگوں میں ایک بڑے صوفی تھے جن کا نام ابدال تھا جن کی نسبت سے اس قبیلہ نے اپنے آپ کو "ابدالی" کہنا شروع کیا۔

ابدالی قبیلے کی دو بڑی شاخیں ہیں۔پہلی شاخ زرک کہلاتی ہے اور یہ بنیادی طور پر قندھار کے علاقے میں آباد ہیں۔ان میں پوپل زئی کے علاوہ علی کوزئی، بارک زئی اور اچک زئی برداری شامل ہے۔افغانستان کے آخری بادشاہ محمد ظاہر شاہ، جنہوں نے 1933ء سے 1973ء تک یہاں حکومت کی، اسی بارک زئی گروپ سے تعلق رکھتے تھے۔اس کی دوسری شاخ پنج پاؤ کہلاتی ہے جن میں نورزئی، علی زئی، اسحٰق زئی اور ساک زئی برادری شامل ہے۔یہ لوگ ہرات اور اس کے آس پاس آباد ہیں۔

احمد خان کا خاندان پہلے ہرات میں آباد تھا۔اُس وقت ان کے خاندان نے اپنے علاقے کو ایرانیوں کے تسلط سے آزاد کرانے کی ایک کوشش کی جن میں احمد خان کے والد نمایاں تھے۔لیکن 1728ء میں مجبور ہو کر انہیں نادر شاہ کی اطاعت قبول کرنی پڑی۔کچھ عرصے بعد احمد خان نے اپنے بھائی ذوالفقار خان کے ساتھ مل کر نادر شاہ سے بغاوت کی لیکن اس بار بھی انہیں ناکامی کا سامنا رہا۔البتہ نادر شاہ نے ابدالیوں کی صلاحیتوں کو محسوس کرتے ہوئے احمد خان کو اپنی فوج میں بھرتی کر لیا۔اور ساتھ ہی ابدالیوں کو قندھار میں آباد ہونے کی اجازت بھی دے دی۔احمد خان نے اپنی غیر معمولی صلاحیتوں سے ایک ادنیٰ سپاہی سے ترقی کرتے کرتے نادر شاہ کی فوج کے سپہ سالار کی حیثیت حاصل کر لی۔

1747ء میں نادر شاہ کو قزلباش قبیلے نے خراسان میں قتل کر دیا۔جس کے بعد قندھار اور ہرات والوں نے احمد خان کو اپنا سردار منتخب کر لیا۔اور پھر یہ "احمد شاہ" بن گئے۔احمد شاہ نے تخت شاہی پر بیٹھنے کے بعد "درِ درّاں" (یعنی موتیوں کا موتی) کا لقب اختیار کیا۔یوں درّانی حکومت کی داغ بیل پڑی۔

احمد شاہ نے حکومت سنبھالنے کے کچھ ہی عرصے بعد قندھار کے علاوہ غزنی، کابل اور پشاور کو اپنے قبضے میں کر لیا۔ 1750ء تک انہوں نے مغربی علاقوں میں ہرات، مشہد اور نیشاپور پر بھی اپنا تسلط قائم کر لیا۔ احمد شاہ، اپنے آپ کو نادر شاہ کی مشرقی مملکت، یعنی ہندوستان کے ان علاقوں کا وارث سمجھتے تھے جسے نادر شاہ نے مغلوں سے حاصل کر لیے تھے۔ اس نظریے کے ساتھ انہوں نے 1747ء سے 1769ء تک ہندوستان پر کئی حملے بھی کیے۔ تاہم ان کا یہ ارادہ کبھی نہیں بھی ہوا کہ وہ ہندوستان پر اپنی باقاعدہ حکومت قائم کریں۔

ہندوستان میں احمد شاہ ابدالی کی پہلی تین لڑائیاں، مغلیہ حکومت کی طرف سے مقرر کردہ پنجاب کے والی ، معین الملک سے بالترتیب 1748ء، 1749ء اور 1751ء میں ہوئیں۔ ہر لڑائی کے بعد احمد شاہ نے معین الملک ہی کو لاہور کا والی برقرار رکھا اور خود افغانستان واپس جاتے رہے۔ معین الملک کے انتقال کے بعد عماد الملک نے اس کی جگہ لی مگر اس کی وفاداری مغلیہ حکمران سے جڑ گئی۔ اس بات کی اطلاع ملنے پر احمد شاہ کو 1756ء میں چوتھی بار ہندوستان پہنچنا پڑا۔ اس بار احمد شاہ نے اپنی فتح کو دہلی تک پہنچا دیا۔ اس مرتبہ قندھار واپسی سے پہلے احمد شاہ نے دہلی کی ذمہ داری نجیب الدولہ کے حوالے کی اور پنجاب میں اپنے بیٹے تیمور کو نائب بنایا۔

اُن دنوں ہندوستان میں مرہٹوں کا زور بڑھنے لگا۔ ان کی جارحیت کے شکار ہونے والوں میں نہ صرف راجپوت اور ہندو بلکہ پورے ہندوستان بھر میں مختلف علاقوں کے مسلمان بھی شامل ہو چکے تھے۔ اس کے علاوہ مرہٹوں نے دہلی اور پنجاب سے بھی احمد شاہ کی حکمرانی توڑنے کی مہم شروع کی۔ اس کے تدارک کے لیے احمد شاہ کو ایک بار پھر ہندوستان کا رخ کرنا پڑا۔ افغانوں اور مرہٹوں کے درمیان 1761ء میں ایک بڑا معرکہ پانی پت کے مقام پر ہوا۔ ہر چند کے اس جنگ میں مرہٹے جان توڑ کر لڑے لیکن احمد شاہ کے مقابلے میں ان کے پاؤں نہ جم سکے اور شکست کھائی۔

پانی پت میں احمد شاہ کی فتح سے نہ صرف خود ان کے علاقے محفوظ ہو گئے بلکہ خطے میں اس کے ذیلی نتائج بھی بہت دور رس نکلے۔ اس سے ہندوستان میں مرہٹوں کا بے لگام زور ٹوٹا جس کے بعد یہاں کی رہنے والی مختلف قوموں، خاص طور پر مسلمانوں نے چین کا سانس لیا۔ تاہم اس کے بعد بھی احمد شاہ کی سکھوں کے ساتھ لڑائی جاری رہی جس کے لیے انہیں متعدد بار ہندوستان کا چکر لگانا پڑا۔

احمد شاہ ابدالی کی وفات تک ان کی سلطنت، دریائے آمو سے لے کر دریائے سندھ تک اور تبت سے خراسان تک پھیل چکی تھی۔ قندھار میں ان کا مقبرہ آج بھی ان کی یاد دلاتا ہے۔